Dr. Shahnaj Ara
Deptt. of urdu
Dr. L.K.V.D college
Shahnaj Ara.

میر تقی میر کا شاعرانہ عظمت / یا / میر تقی میر کی غزل گوئی

اُردو شعر و ادب میں میر تقی میر کا نام بہت اہمیت کا حامل ہے۔ میر کو اردو غزل کا آفتاب کہا جاتا ہے۔ سودا کے بعد اس دور میں میر ہی ہیں جو سب سے بڑے شاعر تسلیم کیے گئے تھے۔ میر ۱۷۲۳ء میں آگرہ میں پیدا ہوئے۔ انکا پورا نام میر محمد تقی تھا۔ میر کے والد صوفی منش تھے۔ انکا ایمان تھا کہ یہ دنیا صرف پیار و محبت کا مجسم ہے۔ عشق کے معاملے میں میر بھی اپنے والد کے پیرو کار تھے۔ عشق ہی میر کا عقیدہ تھا، عشق ہی مذہب تھا۔ اس کے ثبوت میر کی غزلوں میں جگہ جگہ پائے جاتے ہیں

عشق ہی عشق ہے جہاں دیکھو
سارے عالم میں بھر رہا ہے عشق

میر کے والد کمسنی ہی میں میر کو چھوڑ کر چلے گئے۔ میر جب آگرہ سے دہلی گئے تب انکی عمر صرف پندرہ سال تھی۔ نادر شاہ کے ہاتھوں دہلی کی جو بربادی ہوئی تھی اس کا شدید اثر میر کے دل و دماغ پر پڑا تھا۔ دہلی اُجڑنے کے بعد میر نے اپنے شہر آگرہ کا رخ کیا یہاں آنے کے بعد انکی جوانی شباب پر تھی۔ اسی دور انہیں ایک حسینہ سے عشق ہو گیا۔ آگرہ قیام کے دوران میر اپنے رشتے کے ماموں سراج الدین خان آرزو کے مکان میں رہے۔ میر کے لیے اس گھر میں طرح طرح کی بندشیں تھیں میر کے ماموں سختی سے پیش آتے تھے۔ میر نرم دل نازک احساس کے مالک تھے۔ انکی طبیعت میں پھولوں کی مہک تھی، اس لیے بے جا پابندیاں ان کو راس نہ آئیں اور وہ اپنے آپ میں ایک قسم کی دیوانگی کا شکار ہو گئے تھے

دل تڑپے ہے جان کھپے ہے حال جگر کا کیا ہوگا ؛ مجنوں مجنوں لوگ کہے ہیں مجنوں کیا ہم سا ہوگا

۱۷۹۶ء میں میر دہلی کو خیرآباد کہہ کر لکھنؤ آگئے نواب آصف الدولہ نے میر کو تین سو روپے ماہانہ کے بدلے دربار میں رکھ لیا۔ یہاں سے میر کی خوشحالی کے دن شروع ہوئے۔ میر لکھنؤ میں ضرور رہے لیکن دہلی انکے دل میں رہی۔ وہ کسی بھی صورت دہلی کو بھول نہیں پائے۔ دہلی کی زبان دہلی کی تہذیب، اور ان ہی اپنی شاعری کا اسلوب جسے وہ ہمیشہ مضبوطی سے پکڑے رہے۔ میر کا دعویٰ تھا کہ دہلی والے جو زبان بولتے ہیں وہ کوئی اور نہیں بول سکتا۔ اس لیے لکھنؤ میں اکثر لوگوں سے ان کی لسانی نوک جھونک ہوا کرتی تھی

ہم کو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب ہم نے ؛ درد و غم کتنے کیے جمع تو دیوان بنا

میر کی شاعری ان کے دلوں پر کیا اثر کر سکتی ہے۔ بچپن جوانی اور بڑھاپا میر کی زندگی کی تینوں ادوار افسردگی اور شورش و ہنگامہ کے درمیان گزرے

میر میں تک ذکر دیکھ کر دعوا لدا م سے مکمل ادبی لطیفانی اور مزرونی کا شکار رہے۔
انسان ہیں یہی وجہ ہے کہ میر نے اپنی شاعری کو عوامی جذبوں کے اظہار کا ذریعہ بنایا اور میر کی
شعر گوئی اسی لیے مشہور ہے۔ میر کی کم دماغی اور بدمزاجی کے قصے بھی مشہور ہیں۔ میر اپنی
شاعری کی انفرادیت اور آفاقیت کو خوب محسوس کرتے تھے۔ جس کا اظہار میر نے جگہ جگہ
کیا ہے۔

نہ کچھ میری میں تھیم سی لوگ جیسب [illegible] ہے میرے دشمنوں کا ہر اک دل تمام

میر کی پوری شاعری کا مطالعہ کرنے سے اس حقیقت کا بھی انکشاف ہوتا ہے کہ
میر نے زندگی کا ہے عوامی شعر کہہ کر اپنے اس دعوے کی توثیق کر دی

رہ یار کا وہ ناز اپنا یہ نیاز ... دیکھنا ہوتا ہے کیوں کر دوں نباہ

میر کی شاعری میں سادگی اور سلاست ہے۔ ان کا بیان فن کی اعلیٰ یادگار ہیں۔ سادہ شعر
میں اس قدر پیچیدہ ہیں

میر کی شاعری نے ہر زمانے میں اپنا اثر دکھایا ہے۔ بعد کے شعرا نے گاہ بگاہ اپنے اشعار
میں میر کی عظمتوں کا اعتراف کیا ہے۔

شعر میرے بھی ہیں پر درد و لیکن حسرت
میر کا شیوۂ گفتار کہاں سے لاؤں

خود مزاج کے بادشاہ اکبر الہ آبادی نے تو دو قدم آگے بڑھ کر ناسخ اور ذوق کو بھی اپنے
ساتھ لپیٹ لیا۔

میں ہوں کیا چیز جو اس طرز پہ جاؤں اکبر ... ناسخ و ذوق بھی چل نہ سکے میر کے ساتھ

یہ سچ ہے کہ میر کے ساتھ کوئی نہیں چل سکا۔ لیکن میر آج بھی زمانے کے ساتھ قدم سے قدم
ملا کر چل رہے ہیں۔ میر کی شاعری کی مقبولیت میر کی مقبولیت کے منحرف میر کے سوز و
گداز کے دیوان آج بھی موجود ہیں۔ میر کی شاعری اور شخصیت پر آج بھی سلسلہ
لکھا جا رہا ہے۔ جدید شاعروں کے ذہنوں پر بھی کسی نہ کسی صورت میں میر کا اثر موجود ہے۔

Shahnaz Ara

— x —